جلد ۳۴ | ۲۳ ماہ صلح ۱۳۲۵ ہش | ۱۹ صفر ۱۳۶۵ھ | ۲۳ جنوری ۱۹۴۶ء | نمبر ۲۰

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کسرِ صلیب سے مراد کیا ہے؟

خدا تعالےٰ کی عادت یوں جاری ہوئی ہے۔ کہ وہ ہر وقت کسی فساد کے تجدید دین کے لئے از سر نو توجہ فرماتا ہے۔ پس اسی لئے اس نے میرے پر تجلی کی تا کہ اجساد میں رُوح پھونکے اور مجھے مسیح اور مہدی بنایا۔ اور تمام سامان رشد کا مجھے عطا فرمایا۔ اور مجھے وصیت کی کہ میں نرم زبانی اختیار کروں۔ اور سختی اور افروختہ ہونے کو چھوڑ دوں۔ مگر کسرِ صلیب کا لفظ جو حدیثوں میں آیا ہے۔ وہ بطور مجاز کے استعمال کیا گیا ہے۔ اور اس سے مراد کوئی جنگ یا دینی لڑائی اور درحقیقت صلیب کا توڑنا نہیں ہے۔ اور جس شخص نے ایسا خیال کیا۔ اس نے خطا کی ہے۔ بلکہ اس لفظ سے مراد عیسائی مذہب پر حجت پوری کرنا اور دلائل واضح کے ساتھ صلیب کی شان کو توڑنا ہے اور ہمیں حکم ہے کہ ہم نرمی اور حلم کے ساتھ حجت کو پوری کریں۔ اور بدی کے عوض میں بدی نہ کریں۔ مگر اس صورت میں جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے اور اہانت کرنے اور فحش گوئی میں حد سے بڑھ جائے۔ پس ہم عیسائیوں کو گالیاں نہیں دیتے اور دشنام اور فحش گوئی اور ہتک عزت سے پیش نہیں آتے اور ہم صرف ان لوگوں کیطرف توجہ کرتے ہیں۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بصراحت یا اشارات سے گالیاں دیتے ہیں اور ہم ان پادری صاحبوں کی عزت کرتے ہیں۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں دیتے اور ایسے دلوں کو جو اس پلیدی سے پاک ہیں ہم قابل تعظیم سمجھتے ہیں اور تعظیم و تکریم کے ساتھ انکا نام لیتے ہیں اور ہمارے کسی بیان میں کوئی ایسا حرف اور نقطہ نہیں ہے جو ان بزرگوں کی کسر شان کرتا ہو۔ اور صرف ہم گالی دینے والوں کی گالی ان کے مونہہ کیطرف واپس کرتے ہیں۔ تا انکے افترا کی پاداش ہو"۔ (نجم الہدیٰ صفحہ ۳۹-۴۰)

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۲ ماہ صلح۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج سوا آٹھ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کل بغیر کرچز کمرے میں کچھ دیر ٹہلے لیکن آج ٹہل نہیں سکے۔ کیونکہ گھٹنوں میں سختی محسوس ہوتی ہے۔ عام طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کیلئے دعا فرماتے رہیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی طبیعت بھی بفضلہ تعالےٰ اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ۔

خان بہادر چوہدری ابو الہاشم خان صاحب آج لاہور ہومیوپیتھک علاج کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو کنسر Cancer کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔

کل بروز بدھ دس بجے صبح تعلیم الاسلام کالج کے میدان میں نماز استسقاء ادا کی جائے گی۔ احباب شامل ہو کر اللہ تعالےٰ سے مفید بارش کی دعا کریں۔

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۳ ماہ صلح ۱۳۲۵ھش

عیسائیت کے مقابلہ میں احمدیت کی شکست نہیں بلکہ شاندار فتح

(از ایڈیٹر)

کس قدر عبرت کا مقام ہے۔ کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو نہ صرف مسلمان کہتے بلکہ مسلمانوں کے دینی و دنیوی راہ نما بنے بیٹھے ہیں۔ اور یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ اسلام کی حفاظت اور اشاعت کا سارا دارومدار ان کی ذات پر ہے۔ وہ سارا سال مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور ایک دوسرے کو مٹانے میں معروف رہتے ہیں۔ کیا مجال کہ غیر مسلموں میں تبلیغِ اسلام کرنے کا انہیں کبھی خیال بھی آئے۔ اور غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام تو بڑی بات ہے۔ مسلمانوں کو غیر مسلموں کے چنگل سے بچانے اور ارتداد کے گڑھے میں گرنے سے روکنے کے لئے ہی زبان ہلائیں پھر یہی نہیں۔ اسلام کے متعلق ان کی غیرت، و حمیت کی حس اس درجہ مر چکی ہے۔ کہ جماعت احمدیہ جو اس وقت صفحہ دنیا پر واحد تبلیغی جماعت ہے۔ اور جو تبلیغ و حفاظت اسلام کے لئے ایسی شاندار جانی اور مالی قربانیاں پیش کر رہی ہے۔ کہ جن کی مثال نہیں ملتی۔ اس کی غیر مسلموں کے مقابلہ میں "شکست" کا اعلان کرتے ہوئے یہاں تک کہدینے سے نہیں شرماتے کہ اگر ایک سال میں احمدیوں نے چند عیسائیوں کو مسلمان بنا لیا۔ تو کیا ہوا۔ اسی عرصہ میں نہ معلوم کتنے مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا گیا ہے۔ چنانچہ ایسے ہی لوگوں کی نمائندگی کا حق ادا کرتے ہوئے اخبار "زمزم" (۲۳ جنوری) نے جس کا دعویٰ ہے۔ کہ ؎

"جس کے پیتے ہی کھلیں مومن پہ اسرارِ حیات
دین ابراہیمؑ کی وہ مے اسی زمزم میں ہے"

"شکست" کے عنوان سے لکھا ہے۔

"بڑی مشکل سے آخر قادیانی امت کو یہ تسلیم کرنا پڑا۔ کہ امسال ۲۶۹۰ مسلمان احمدیت میں داخل ہوئے۔ مگر عیسائیوں۔ ہندوؤں سکھوں اور کمیونسٹوں میں سے نہایت قلیل تعداد میں لوگ احمدی ہوئے۔ چنانچہ عیسائیوں میں سے صرف ۱۸ نفوس نے بیعت کی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل کام کسر صلیب ہے"۔ اصل کام تھا کسر صلیب۔ مگر صرف ۱۸ افراد عیسائی سرکاری نبی کے جال میں پھنسے۔ اگر کہیں یہ بھی پتہ لگ جائے۔ کہ ایک سال میں کس قدر مسلمانوں کو عیسائی بنایا گیا۔ تو کسر صلیب کی رونق یقیناً دوبالا ہو جائے"۔

سمجھ میں نہیں آیا۔ "بڑی مشکل" سے "زمزم" کی کیا مراد ہے۔ جو الفاظ اس نے "الفضل" سے نقل کئے ہیں۔ وہ اندرون ہند کے بعیت کرنے والوں کی سالانہ رپورٹ سے لئے ہیں۔ اور یہ رپورٹ جماعت احمدیہ کو تبلیغی مساعی میں اضافہ کرنے کے لئے شائع کی گئی ہے۔ پھر "بڑی مشکل" کا کیا مطلب۔

باقی رہا وہ نتیجہ جو "زمزم" نے اخذ کیا ہے اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہ ہے۔ کہ اگر جماعت احمدیہ نے سال بھر میں ۱۸ عیسائیوں کو مسلمان بنایا ہے۔ اور یہ ہماری شکست کا ثبوت ہے۔ تو اتنا فرما دیجئے۔ کہ ۸ کروڑ مسلمانوں نے کتنے عیسائیوں کو مسلمان بنایا۔ کہ انہیں فاتح سمجھا جائے۔ اور اس بارے میں "زمزم" اور اسکے ہمنواؤں پر بھی کوئی فرض عاید ہوتا ہے یا نہیں؟

عجیب بات ہے ہمیں شکست کا طعن وہ دے رہے ہیں جنہیں خود اعتراف ہے۔ کہ ایک سال کے اندر اندر ان میں سے بہتوں کو عیسائی بنا لیا گیا۔ غور فرمائیے ہم نے کچھ نہ کچھ حاصل ہی کیا۔ کچھ کھویا تو نہیں۔ لیکن جو لوگ اپنے میں سے سینکڑوں نہیں ہزاروں افراد سالانہ عیسائیوں کی بھینٹ کر رہے ہیں۔ کیا انہیں یہ حق ہے۔ کہ ہمیں شکست کا طعنہ دیں؟

دوسری گزارش یہ ہے۔ کہ مذکورہ بالا رپورٹ اندرون ہند کے متعلق ہے۔ بیرون ہند اور خاص کر افریقہ میں ہر سال ہزاروں عیسائی احمدی مجاہدین کے ذریعہ اسلام قبول کر رہے ہیں۔ ان کا ذکر اس موقع پر نہیں کیا گیا۔ مگر الفضل میں جو رپورٹیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں ذکر ہوتا ہے۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے کوئی انصاف پسند انسان یہ٭ نہیں کہہ سکتا۔ کہ عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کو شاندار فتح حاصل نہیں ہو رہی۔ مگر یہ تو وہی کہہ سکتا ہے۔ جسے اسلام سے محبت ہو۔ اور دنیا میں اسلام کا غلبہ چاہتا ہو۔ بیچارہ "زمزم" کس منہ سے کہہ سکتا ہے۔ جبکہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ حلقہ بگوش اسلام ہونے والے عیسائیوں کے متعلق تو وہ یہ کہتا ہے۔ کہ "سرکاری نبی کے جال میں پھنسے" لیکن اپنے بھائیوں کے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ضروری پیغام

تحصیل بٹالہ کے ووٹروں کے نام

میں امید کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام احباب جن پر میری بات کا کوئی اثر ہو سکتا ہے تکلیف اٹھا کر بھی اور قربانی کر کے بھی آنے والے چند دنوں میں چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے حق میں پراپیگنڈا کرینگے۔ اور جب ووٹ کا وقت آئیگا۔ تو کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کرتے ہوئے اپنے مقررہ حلقہ میں پہنچ کر ان کے حق میں ووٹ دینگے

والسلام۔ خاکسار مرزا محمود احمد

نوٹ:۔ تحصیل بٹالہ کا پولنگ مختلف مقامات پر از یکم فروری ۱۹۴۶ء تا ۱۴ فروری ۱۹۴۶ء ہو گا۔ اور مخصوص طور پر قادیان کا پولنگ از ۲ فروری تا ۷ فروری ہو گا۔ جس کی تفصیل کے لئے دوسرا نوٹ ملاحظہ فرمائیں ؛ خاکسار۔ مرزا بشیر احمد ۲۲/۱/۴۶

قادیان کا پولنگ پروگرام

حلقہ مسلم تحصیل بٹالہ کے ووٹروں کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔ کہ قادیان کے ووٹروں کا پولنگ مردوں کے واسطے ۲ فروری و ۴ فروری و ۵ فروری ۱۹۴۶ء مقرر ہوا ہے۔ اور عورتوں کے واسطے ۵ فروری و ۶ فروری و ۷ فروری ۱۹۴۶ء مقرر ہوا ہے۔ یہ تاریخیں صرف ان لوگوں کے لئے ہیں جنکا ووٹ قادیان میں درج ہے۔ تحصیل بٹالہ کے باقی ووٹروں کے لئے دوسری تاریخیں مقرر ہیں۔ پس قادیان کے مرد ووٹروں کو یکم فروری ۱۹۴۶ء کی شام تک قادیان پہنچ جانا چاہیئے۔ اور مستورات کو ۴ فروری کی شام تک۔ مرد اور عورتوں کے لئے جو تین تین دن مقرر ہیں اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ ان تین دنوں میں سے جس دن چاہیں ووٹ دے سکتے ہیں بلکہ ہر دن کے لئے سرکاری طور پر علیحدہ علیحدہ ووٹر مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں۔ پس پولنگ سے ایک دن قبل قادیان پہنچ جانا ضروری ہے۔ خاکسار: مرزا بشیر احمد ۲۲/۱/۴۶

اسلامی تجارت اور مسلمان

از صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کلکتہ

اسلام اور تجارت

آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ دنیا کی دولت میں سے نو حصے تجارت میں ہے۔ اور باقی ایک حصہ دوسرے کاموں میں۔ نیز آپ نے تلقین فرمائی۔ کہ مسلمانوں کو تجارت ہی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اسلام سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی عرب میں تجارت کثرت سے ہوتی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ سب کسی نہ کسی رنگ میں تجارت کرتے تھے۔ اسی طرح دوسرے صحابہ کرام بھی اس کام کو دوسرے کاموں پر ترجیح دیتے تھے۔ دعوئے نبوت سے قبل خود حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا تجارت کے لئے قافلوں کے ساتھ جانا بھی ثابت ہے۔ اسلام کے دور میں مسلمانوں نے خصوصاً بحری تجارت کو فروغ دیا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اسی وجہ سے مسلمان قریباً سب ممالک میں موجود ہیں۔ خصوصاً ایسے جزائر میں جن کا نام بھی کوئی پہلے نہ جانتا تھا۔

مسلمانوں کی پسماندگی

مگر بعد میں جہاں دوسری قوموں نے مسلمانوں سے سبق حاصل کرکے اس طرف توجہ کی۔ مسلمان اس طرف سے غافل ہو گئے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ مغربی ممالک تجارت میں سب سے آگے ہیں۔ دنیا کی دولت کا بیشتر حصہ ان کے ہاتھوں میں ہے۔ اور مسلمان اس میں بہت پیچھے ہیں۔ بلکہ اگر دنیا کے کل اقتصادی نظام پر ایک مجموعی نظر ڈالی جائے تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان کی کوئی تجارت ہے ہی نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ان کے پاس دولت بھی بہت کم ہے۔ اور جس ذلت میں وہ پڑے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ انہوں نے اللہ کے رسول کے اس قول کی پرواہ نہ کی۔ جس میں ان کو کامیابی کا راز بتایا گیا تھا۔ اور وہ قومیں جنہوں نے یہ راز مسلمانوں سے سیکھا وہ آج ان کی تاجدار ہیں۔

اسلامی تجارت

مگر اس بات سے یہ دھوکا نہ کھانا چاہیئے کہ جس قسم کی تجارت آجکل رائج ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس زمانہ میں جو تجارت ہو رہی ہے۔ اس کا بہت سا حصہ اللہ تعالےٰ کی مرضی اور اسلام کے احکام کے خلاف ہے۔ اسلام نے جہاں تجارت کرنے کی تلقین کی ہے۔ وہاں اس نے بہت سی شرائط بھی ساتھ لگا دی ہیں۔ اور واضح طور پر بتا دیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ محض مال اکٹھا کرنے سے خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی رضا اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ تجارت ان سب احکام کے مطابق ہو۔ جو کہ اس نے بیان کئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا ہے تجارت وہی جائز ہے۔ جو کہ تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ ایک عام اصول بتا دیا ہے۔ اور یہ صرف تجارت کے بارے میں ہی نہیں۔ ہر ایک جائز بات کے لئے ہے۔ ایک بات اسی وقت تک جائز ہے۔ جب تک کہ وہ اللہ تعالےٰ سے انسان کو غافل نہ کرے۔ چنانچہ سورۃ نور میں اللہ تعالےٰ مومنوں کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے۔

رجالٌ لا تلهيهم تجارة ولا بيعٌ عن ذكر الله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة يخافون يوماً تتقلب فيه القلوب والابصار

کہ وہ لوگ تو ایسے ہیں۔ کہ ان کو نہ تجارت نہ خرید و فروخت اللہ تعالےٰ کے ذکر اور نماز کے قائم کرنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل کرتی ہے۔ وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے جبکہ اس میں دل اور آنکھیں بدل جائینگی۔

اس آیت میں جہاں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے۔ جو تجارت میں پڑکر بھی اللہ تعالےٰ کے ذکر اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل نہیں رہتے۔ وہاں اس آیت میں یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ اگر تم ہوشیار نہ رہے گے تو اس کا یہ اثر ہوگا۔ کہ یہ بات تم کو اللہ تعالےٰ سے غافل کردیگی۔ چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے۔ کہ عام طور پر ایسے تاجر بھی جو کہ نماز پڑھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ وہ بھی وقت پر نماز پڑھنے میں سستی کر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ سے بچنے کے لئے جو حیلے لوگوں نے بنا رکھے ہیں۔ ان سے تو سب لوگ واقف ہیں۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان باتوں کو چھوڑ کر جو کوئی تجارت کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ سورۃ توبہ میں فرماتا ہے

قل ان كان اٰباؤكم وابناؤكم واخوانكم وعشيرتكم واموال ن اقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومساكن ترضونها احب اليكم من الله ورسوله وجهادٍ في سبيله فتربصوا حتى ياتي الله بامره والله لا يهدي القوم الفاسقين

اے نبی ان لوگوں سے کہدے۔ کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہاری برادری اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو۔ اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو۔ اللہ اور اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ پیارے ہیں۔ تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ نہیں ہدایت دیتا فاسقوں کو۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالےٰ نے بتا دیا ہے کہ وہ محبت جو اللہ اور اسکے رسول کے درمیان حائل ہو۔ خواہ وہ اولاد کی ہو دولت کی ہو تجارت کی ہو یا کسی چیز کی وہ جائز نہیں۔ خدا تعالےٰ نے اسکو فسق قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانہ کے متعلق پیشگوئی

پھر ایک تیسری جگہ سورہ جمعہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

واذا راوا تجارة او لهوا ن انفضوا اليها وتركوك قائماً قل ما عند الله خير من اللهو ومن التجارة والله خير الرازقين۔

اس آیت میں بعض لوگوں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ جب وہ کسی تجارت یا کھیل تماشے کو دیکھتے ہیں تو وہ اللہ کے رسول کو چھوڑ کر اسکی طرف چلے جاتے ہیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے نبی ان لوگوں سے کہدے۔ کہ اللہ کے پاس جو ہے وہ اس کھیل اور تماشے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور یہ نہ سمجھو کہ اللہ اور رسول کے پاس آکر تم بھوکے مرو گے۔ کیونکہ اصل رازق تو خدا تعالےٰ ہی ہے۔ اس آیت میں ایک پیشگوئی بھی تھی۔ کہ ایک زمانہ ایسا بھی آنے والا ہے۔ کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر کھیل تماشے اور تجارت کی طرف توجہ ہو جائینگے مگر یہاں ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا۔ کہ ان چیزوں کا فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ تو ایک مشرکانہ عقیدہ ہوگا۔ کہ اللہ رازق نہیں ہے۔ بلکہ تجارت وغیرہ سے ہی سب کچھ کمایا جا سکتا ہے اور آجکل مسلمانوں کو تجارت میں بالکل پیچھے ڈالکر اللہ تعالےٰ نے بتا دیا۔ کہ تم اگر اللہ اور اس کے رسول سے غفلت کرو گے۔ تو پھر تم کو تمہاری تجارتیں بھی فائدہ نہ دینگی۔ کیونکہ اصل رازق تو خدا ہے۔

اوپر کی تینوں آیات میں اللہ تعالےٰ نے صاف طور پر بتایا ہے۔ کہ تجارت ضرور کرو۔ مگر دیکھنا کہیں تمہاری تجارت اور اسکی محبت تم کو تمہارے اصل راستہ سے نہ ہٹا دے۔ اس کے علاوہ تجارت کے بارہ میں اللہ تعالےٰ نے بعض باتیں بیان کرکے اسکی وضاحت بھی فرما دی ہے چنانچہ بعض باتیں جو کہ موجودہ زمانہ میں رائج ہیں ان سے منع فرمایا۔

سود کی ممانعت

ایک بات جو کہ بہت ضروری ہے۔ اور آجکل کے تاجروں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ سود کا مسئلہ ہے۔ چونکہ موجودہ تجارت کی بنیاد ہی سود پر ہے اس لئے اس پلید چیز سے کبھی نہ کبھی واسطہ پڑ ہی جاتا ہے۔ اور موجودہ اصول کے مطابق خواہ کوئی تاجر کس قدر بھی کوشش کرے۔ کہ وہ اس سے بچا رہے۔ اس کو اس سے ملوث ہونا پڑتا ہے۔ کبھی روپے کی فوری ضرورت آپڑی۔ تو بینک کی طرف اٹھ دوڑے۔ اور بنک اگر روپے دیگا۔ تو سود پر دیگا۔ اور اگر بنک میں اپنا روپیہ جمع ہے۔ تو اسکا سود آئیگا۔ بہرحال اسمیں شک نہیں آجکل یہ معاملہ بہت کٹھن ہے۔ مگر جو الفاظ اللہ تعالےٰ نے اس بارے میں استعمال کئے ہیں۔ وہ بھی بہت سخت ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے یمحق الله الربوٰا ويربي الصدقٰت والله لا يحب كل كفار اثيم یعنی اللہ تعالےٰ سود کو مٹاتا ہے۔ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نہیں پسند کرتا ہر ایک ناشکر اور گناہ گار کو۔

پھر آگے فرمایا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ۔ یعنی اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے۔ اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو پھر تیار ہو جاؤ لڑائی کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب مومنوں کو سود لینے سے منع فرمایا اور جو لوگ اس کے باوجود نہ مانینگے۔ ان کو تحدید کی کہ اگر وہ ایسا کرینگے تو پھر اللہ تعالےٰ ان سے لڑائی کرے گا۔ بہر حال جہاں بھی اسلام کا نظام قائم ہوگا۔ وہاں سود قائم نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں حقیقی امن قائم ہو تو موجودہ تجارت کے نظام کو خواہ ہمیں پاش پاش بھی کرنا پڑے کرنا پڑیگا کیونکہ امن تو اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صلح ہو مگر جب اللہ نے ہی ایسے نظام کو چیلنج دے رکھا ہو تو کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ اس نظام کے باوجود اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے خلاف لڑائی نہ ہو۔ حقیقت یہی ہے کہ سود کو اللہ تعالےٰ کسی رنگ میں بھی نہیں چاہتا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی مٹانا چاہتا ہے۔ یہ لوگ دراصل کسی نہ کسی شکل میں اسکو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ بھی ایسے ہی مجرم ہیں جیسے کہ دوسرے۔ آجکل کے اقتصادی نظام میں سب سے زیادہ خراب چیز سود ہی ہے۔ اور یہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے ملک کی سب دولت چند اشخاص کے ہاتھوں میں آجاتی ہے۔ پھر یہی وہ چیز ہے۔ جس کی وجہ سے جنگیں بہت لمبے عرصہ تک چلتی رہتی ہیں۔ اور نہ صرف جانی نقصان بہت ہوتا ہے۔ بلکہ ہر ایک جنگ آنے والی نسلوں کے لئے ایک ایسا بار چھوڑ جاتی ہے جس کے اٹھانے کی وہ طاقت نہیں رکھتی۔ چنانچہ پہلی جنگ کے قرضے ابھی اترے نہ تھے کہ اب دوسری کے شروع ہو گئے ہیں۔ اور یہ مصائب جو ان ممالک پر آئی ہیں یہ اللہ تعالےٰ سے جنگ کا ہی نتیجہ ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی

چونکہ اسلام چاہتا ہے۔ کہ سب مال کسی ایک شخص یا چند ایک اشخاص کے ہاتھوں میں نہ آجائے۔ اللہ تعالےٰ نے نہ صرف سود کا لینا منع کیا بلکہ ساتھ ایک اور شرط بھی لگادی کہ تجارت ایسی کرو۔ جس میں نہ صرف سود کا لینا دینا نہ ہو۔ بلکہ وہ تمکو زکوٰۃ دینے سے بھی غافل نہ کرے۔ یعنی تمہاری طمع اس قدر نہ بڑھ جائے کہ تم اپنے مال کی زکوٰۃ دینا بند کردو۔ زکوٰۃ کیا ہے۔ وہ ایک قسم کا ٹیکس ہے۔ جو کہ ۲½ فیصدی کے حساب سے اسلامی حکومت اس سب جائداد یا مال و دولت پر لیتی ہے جو کسی کے پاس ایک سال رہے۔ پس جو تاجر زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی تجارت بھی اللہ تعالیٰ کی نظروں میں جائز نہیں۔ اور زکوٰۃ صرف اسلام نے ہی نہیں رکھی بلکہ قرآن کریم سے تو یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ پہلے انبیاء بھی اسکی تلقین کرتے رہے ہیں۔ خصوصاً اسرائیلی نبی۔ چنانچہ حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہم الصلوٰۃ کا ذکر جہاں سورۃ انبیاء میں آیا ہے۔ وہاں یہ آتا ہے وَاَوْحَیْنَا اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ کہ ہم نے وحی کی ان کی طرف بھلائی کرنے کے بارے میں۔ اور نماز کو قائم کرنے کے بارے میں اور زکوٰۃ دینے کے بارے میں۔ اسیطرح سورۃ مریم میں جو حضرت مسیح ابن مریمؑ کا کلام درج ہے۔ اسمیں ہے وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَادُمْتُ حَیًّا یعنی مجھے اس نے تاکید کی نماز کی اور زکوٰۃ کی جب تک کہ میں زندہ رہوں۔

بہر حال ان آیات سے یہی پتہ لگتا ہے کہ پہلے انبیاء نے بھی زکوٰۃ کا حکم دیا تھا۔ اس زکوٰۃ کے حکم کی تفصیل کیا تھی۔ وہ درج نہیں عیسائی اقوام نے اس حکم کو بھی بھلا دیا۔ اور اس کا نتیجہ جو ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔ غرض جہاں تک تجارت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر ہے وہ یہی ہے۔ کہ تجارت وہی پاک ہو سکتی ہے جو زکوٰۃ کے دینے سے انسان کو غافل نہ کرے۔ لیکن جہاں اس نے غافل کیا ہمیں سمجھنا چاہئے کہ اب ہم گڑھے کی طرف جا رہے ہیں۔ زکوٰۃ کے بارے میں بائیبل میں احکام تشریح کے ساتھ موجود ہیں۔ اسرائیلی اقوام ان پر عمل کریں یا نہ کریں یہ ایک علیحدہ بات ہے۔

تجارت میں جوا

تیسری بات جو بہت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جس تجارت میں جوئے کا پہلو موجود ہو۔ وہ بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اے لوگو جو ایمان لائے ہو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک چیزیں اور شیطانی کام ہیں اس لئے ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

عرب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے جوئے کا بہت رواج تھا مگر آپ نے منع فرما دیا۔ اس لئے اس حکم کے ماتحت وہ سب تجارتیں جن میں جوئے کا پہلو ہو ناجائز ہیں۔ اور انشورنس کے ناجائز ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ جب بھی کسی ایسی چیز کا سودا ہو جس کی مقدار معلوم نہ ہو۔ خریدنے والے کو معین طور پر۔ یا پھر اس کا معلوم ہونا ممکن نہ ہو۔ اس کو اسلام نے منع فرما دیا۔ چنانچہ اسلام سے پہلے بعض طریقے خرید و فروخت کے تھے مثلاً منابذہ کی رسم یعنی ایک بیچنے والا کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینکتا تھا اس سے پہلے کہ دوسرے کو اس کے دیکھنے کا موقعہ ملے یہ سودا بغیر دیکھے ہو جاتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ کی رسم کو بھی منع فرمایا۔ اس سے یہ مراد تھی۔ کہ خریدنے والا بغیر دیکھے کپڑے کو ہاتھ لگاتا یا اس چیز کو جو کہ خریدی جارہی ہوتی بنا پر سودا ہو جاتا تھا۔ اور بعض دفعہ خرید و فروخت پتھر کے پھینکنے سے بھی ہو جایا کرتی تھی۔ اسی اصول پر جب تک کہ پھل پک نہ جائیں باغات یا درختوں کا بیچنا بھی ناجائز ہے۔ اسی طرح دو تین سال کے لئے درختوں کے پھل فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔ ان سب باتوں میں اصل اصول یہی ہے۔ کہ ایک معین چیز کے بدلے ایک غیر معین چیز نہ خریدی یا بیچی جائے۔ موجودہ زمانہ میں اگر کوئی اور ایسا کاروبار ہے جس میں خریدنے والے کو اس چیز کے دیکھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ یا کسی طرح سے اس بارہ میں علم نہیں ہوتا تو ایسا کاروبار جائز نہیں دیکھنے سے یہاں یہ مراد نہیں کہ خود دیکھے۔ بلکہ اصل مراد یہ ہے کہ اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ میں کیا چیز خرید رہا ہوں۔

چند اور ضروری احکام

خرید و فروخت کے بارہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اور احکام بھی دیئے ہیں۔ مثلاً غلہ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ کوئی خریدنے والا اسکو اسوقت تک نہ بیچے جبتک کہ اس کو اسکا قبضہ نہ مل جائے۔ اسی طرح آپ نے غلہ جہاں سے خریدا جائے وہاں ہی بیچنے سے منع فرمایا۔ البتہ اگر منڈی میں آجائے تو اور بات ہے۔ اس میں حکمت یہ تھی۔ کہ غلہ کی قیمت یونہی نہ چڑھتی جائے۔ غلہ کو روک رکھنا تاکہ اس وقت بیچا جائے جبکہ اس کی قیمت چڑھ جائے یہ بھی منع ہے۔ اسکو احتکار کہتے ہیں۔ اور یہ حکم صرف غلہ کے لئے ہی نہیں بلکہ یہ بہت زیادہ وسعت رکھتا اور دوسری ضروری چیزوں پر بھی اسی طرح لگتا ہے۔ جیسا کہ غلہ وغیرہ پر ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی شخص سودا کر رہا ہو تو جبتک کہ وہ بات ختم نہ کرلے اس وقت تک سودے میں کسی دوسرے کو دخل نہ دینا چاہئے۔ اس سے اصل مراد یہ ہے۔ کہ سودے پر سودا نہ کرنا چاہئے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ اسلام نے نیلامی کے اصول کو منع فرمایا ہے۔ جہاں بیچنے والے کا مقصد ہی نیلام کرنا ہے۔ وہاں ہر ایک شخص کو بولی دینے کا حق ہے۔ چنانچہ ترمذی میں ایک روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک کپڑا اور پیالہ تھا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ان کو کون خریدیگا۔ ایک شخص نے کہا میں ایک درہم دینے کیلئے تیار ہوں۔ اس پر آپ نے پوچھا کہ اس سے زیادہ کون دینے کے لئے تیار ہے۔ دوسرے نے دو درہم کہا۔ اور آپ نے یہ چیزیں دوسرے کو دیدیں۔

پھر اس بات کو معین کرنے کیلئے کہ سودا ہو چکا ہے یا نہیں آپ نے ایک نقطہ بھی بتایا اور وہ یہ کہ جب خریدنے اور بیچنے والے علیحدہ ہو جائیں۔ تو سمجھنا چاہئے کہ سودا ختم ہو چکا ہے۔ یہ اصول گو بہت زرین ہے۔ مگر اس میں بعض استثناء کی حالتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ اور موجودہ زمانہ میں کثرت کاروبار کی وجہ سے بہت سے مواقع ایسے بھی پیش آسکتے ہیں جہاں اس پر پوری طرح عمل نہ کرنے کے باوجود ایک وقت ایسا ہوتا ہے۔ جبکہ دونوں پارٹیاں سمجھتی ہیں کہ سودا ہو چکا۔ موجودہ زمانہ کے طریق تجارت سے تو اکثر دفعہ ملنے یا علیحدہ ہونیکا موقعہ ہی نہیں ملتا اور بہت سا کاروبار ہوتا ہی دور سے ہے بعض دفعہ خط کے ذریعہ سے۔ یا پھر ٹیلیفون یا تار کے ذریعہ سے۔

بعض اور باتیں بھی ہیں جنکو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے تجارت میں منع فرمایا ہے اور وہ یوں بھی اخلاقی طور پر بری ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ خرید و فروخت میں قسمیں نہ کھانی چاہئیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ اَلْحَلْفُ مَنْفَقَۃٌ لِّلسِّلْعَۃِ مُمْحِقَۃٌ لِّلْبَرَکَۃِ

قسم کھانے سے چیزیں تو جلد بکتی ہیں۔ مگر وہ برکت کو مٹاتی ہے۔ اسی طرح خرید و فروخت میں کسی چیز کے عیب کا چھپانا۔ یا جھوٹ بولنے کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ فان صدقا و بیّنا بورک لھما وان کتما وکذبا محقت برکۃ بیعھما یعنی اگر بیچنے اور خریدنے والے سچ بولیں اور کسی قسم کا عیب وغیرہ نہ چھپائیں۔ تو اس کی خرید و فروخت باعث برکت ہوگی۔ لیکن اگر وہ چھپانے کی کوشش کریں۔ اور جھوٹ بولیں۔ تو اس سودے کی برکت مٹادی جائے گی۔ چنانچہ اسی بناء پر آپ نے فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء (ترمذی) کہ سچا ایماندار تاجر نبیوں۔ صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ تاجر کے لئے سچائی اور ایمانداری سے چلنا کس قدر دشوار ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے۔ تو اس کا کتنا بڑا درجہ ہے۔

ممنوع تجارتیں

اس کے علاوہ بعض قسم کی تجارتیں ہیں ان کو اسلام نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ شراب کی تجارت، مردہ کے گوشت کی، خنزیر کی اور بتوں کی تجارت۔ لیکن اگر کوئی جانور مر جائے۔ تو اس کا چمڑا بیچنے میں کوئی حرج نہیں بخاری میں ایک حدیث ہے۔ ایک دفعہ ایک مری ہوئی بکری کے بارے میں آپ سے پوچھا گیا۔ کہ کیا اس کا چمڑا بیچا جاسکتا ہے تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ گو ایک اور جگہ آپ نے مردار کی چربی کے استعمال سے منع فرمایا۔ پہلے زمانہ میں لوگ چربی چراغوں میں جلاتے تھے۔

تجارت میں نرمی

پھر آپ نے تجارت میں نرمی کی تلقین فرمائی۔ چنانچہ بخاری میں ہے۔ کہ پہلے زمانہ میں کوئی شخص تھا۔ جب وہ مرا۔ تو اس سے پوچھا گیا۔ کہ تم نے کونسا اچھا کام کیا۔ اس نے کہا کہ میں خوشحال کو مہلت دیتا تھا۔ اور تنگدست کو معاف کر دیتا تھا اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا رحم اللہ رجلاً سمحاً اذا باع واذا اشتریٰ واذا اقتضیٰ۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس شخص پر رحم کرے۔ جو کہ سخاوت سے کام لیتا ہے۔ جبکہ وہ خریدتا ہے یا بیچتا ہے۔ اور جب وہ مطالبہ کرتا ہے۔

ہر معاملہ تحریر میں لانا

اسی طرح ایک اور بات جو کہ اسلام نے بتائی۔ اور جو بہت ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خواہ کسی قسم کا معاملہ ہو۔ اس کو کسی نہ کسی رنگ میں ضرور تحریر میں لے آنا چاہیئے۔ سوائے ایسے لین دین کے جو کہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا۔ ولا تسئموا ان تکتبوہ صغیراً او کبیراً الی اجلہ ذالکم اقسط عند اللہ واقوم للشھادۃ وادنیٰ الا ترتابوا الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونھا بینکم فلیس علیکم جناح الا تکتبوھا یعنی اس بات سے تم نہ اکتاؤ۔ کہ اسے لکھ لو۔ خواہ وہ بڑی چیز ہو یا چھوٹی اس کی مقررہ میعاد تک۔ یہ زیادہ انصاف کی بات ہے۔ اور قائم رکھنے والی ہے گواہی کو۔ اور بہت نزدیک ہے اس کے کہ تم شک میں نہ پڑو۔ سوائے اس کے کہ ہو تجارت ہاتھوں ہاتھ جسے تم پھراتے ہو۔ اس صورت میں کوئی گناہ نہیں۔ کہ اسے نہ لکھو۔

اگر اس بات پر عمل کیا جائے۔ تو ہزاروں قسم کے جھگڑے جو بعد میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا سدّباب ہوسکتا ہے۔

مستحسن تجارت

اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہے۔ کہ تجارت محض روپیہ کمانا ہی نہیں۔ بلکہ اسلام نے اس کے جواز کی صورت اسی حالت میں رکھی ہے جبکہ ان سب باتوں پر عمل کیا جائے۔ اگر ان باتوں پر عمل کیا نہیں جاتا۔ تو اس سے خواہ مالی طور پر فائدہ ہو جائے۔ مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں مستحسن نہیں۔ موجودہ زمانہ میں مغربی اقوام نے ان میں سے بعض اصول کو بہت مضبوطی سے پکڑا ہے۔ اور اس سے ان کو دنیاوی طور پر فائدہ بھی بہت ہوا ہے۔ مثلاً دیانتداری ہے۔ یہ خصوصیت ان میں پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ ہزاروں میل بیٹھے ایک دوسرے سے کاروبار کرتے ہیں۔ اور کبھی ان میں سے کوئی دوسرے کو دھوکہ نہیں دیتا۔ اور اس طرح سے لاکھوں نہیں۔ بلکہ کروڑوں روپے کا مال آتا جاتا ہے۔ جہاں خریدنے والے کو دیکھنے کا بھی موقعہ نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی تجارت اس قدر وسیع ہو گئی ہے۔ اور یہ گر جو کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے بتلایا تھا۔ آج مسلمانوں کو یاد نہیں۔ ہزاروں میل سے کاروبار تو کسی نے کیا کرنا ہے۔ یہاں بنگال میں لوگ دودھ بیچنے کے لئے گھر گھر گائے لئے پھرتے ہیں۔ اور خریدار کے سامنے دودھ دوہ کر دیتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود دیکھتے دیکھتے پانی ملا دیتے ہیں۔ اس لئے اب لوگوں کو خالص دودھ لینے کے لئے بھی انگریزی دوکان میں ہی جانا پڑتا ہے پھر اس کے علاوہ لوگ نمونہ کچھ دکھاتے ہیں۔ اور مال کچھ اور دیتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ گورنمنٹ کے ساتھ بددیانتی کرنا جائز ہے۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں مگر یہ سب باتیں اس شخص کے لئے جو کہ ایسی تجارت کرنا چاہے جس کو کہ اسلام نے پسند فرمایا درست نہیں۔

ایک اور تجارت

یہ جو کچھ بیان ہوا ہے دنیا کی تجارت کے متعلق ہے۔ جس میں نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ اور فائدہ بھی۔ مگر قرآن کریم نے ایک اور تجارت کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس میں کبھی گھاٹا نہیں پڑتا۔ اور وہ یہ ہے ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنٰھم سرًّا وعلانیۃ یرجون تجارۃً لن تبور (فاطر) یعنی جو لوگ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا۔ اس کو علانیہ اور مخفی طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ اس تجارت کے فائدہ کے امیدوار ہیں۔ جو کہ کبھی تباہ نہ ہوگی۔ پھر ایک دوسری جگہ سورۃ الصف میں فرماتا ہے یاایھا الذین اٰمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃٍ تنجیکم من عذاب الیم۔ تؤمنون باللہ ورسولہ وتجاھدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں۔ جو کہ تمہیں سخت عذاب سے بچائیگی۔ وہ یہ کہ خدا پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے کاش کہ تم جانو۔ دنیا کی تجارتیں تو جو ہیں سو ہیں۔ ان میں گھاٹا بھی ہوسکتا ہے مگر یہ تجارت جو اللہ تعالیٰ نے بتائی۔ اس میں نہ گھاٹا ہے۔ اور نہ تباہ ہوتی ہے بلکہ یہ تجارت ہمیں اس دن سے نجات دے گی۔ جس کے بارے میں آیا ہے تتقلب فیہ القلوب والابصار اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس تجارت کے کرنے کی توفیق دے۔ آمین

احباب ہر سال تبلیغ حق کے لئے کچھ ایام وقف کریں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد وقف ایام کے متعلق جو حضور کی ایک تقریر سے پیش کیا گیا تھا۔ احباب نے پڑھ لیا ہوگا۔ احباب سے امید کی جاتی ہے۔ کہ ہر سال کچھ ایام تبلیغ حق کے لئے وقف کرینگے۔ ہمیں اس وقت فوری طور پر ایسے مجاہدین کی ضرورت ہے۔ جو حقیقت میں خدا کے مسیح کی پانچ ہزاری فوج کے سپاہی بننے کے قابل ہوں۔ اور اس ارادے کے ساتھ میدان عمل میں آئیں۔ کہ وہ ہر سال اپنی رخصتوں کے ایام سے کچھ حصہ صرف اور صرف تبلیغ کے لئے وقف کریں گے۔ اور اپنے اخراجات پر نظارت ہذا کے پروگرام کے مطابق تبلیغ کے لئے نکل جائینگے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

برطانیہ میں مذہب سے انتہائی بے رغبتی

از مکرم جناب شیخ ناصر احمد صاحب مجاہد بی۔ اے

(۱)

جنگ کے نتیجہ میں برطانیہ کی بدحالی کا کچھ ذکر پچھلے مضمون میں کیا جا چکا ہے۔ یہ صرف ظاہری حالت کی خرابی اور دنیوی مشکلات کا ذکر تھا۔ اب اس قوم کی مذہبی حالت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اگر اس ہیبت ناک جنگ کے بعد جس کا ذکر اس قوم کے افراد کے دلوں کو کپکپا دیتا ہے۔ اور جس کی یاد اب بھی ان کی زندگیوں کو تلخ کر دیتی ہے۔ اگر اس کے نتیجہ میں ان کا رجحان مذہب اور خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف ہو جاتا تو سمجھا جا سکتا تھا کہ یہ قوم خسارہ میں نہیں رہی۔ اگر ایک طرف اُسے شدید مصائب میں سے گذرنا پڑا ہے۔ اور صد درجہ نقصانات برداشت کرنے پڑے ہیں تو کیا ہوا۔ اب ان کی مذہبی حالت تو سنور گئی ہے۔ یہ ایک خوشکن امر ہوتا۔ لیکن افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ اس جنگ کے تھپیڑوں نے ان کی توجہات کو اور زیادہ ٹیڑھے رُخ پر کر دیا ہے۔ پہلے سے زیادہ دہریت۔ مادیت اور مذہب سے بیگانگت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ مذہب سے دلچسپی میں کمی اور لامذہبیت کی طرف میلان میں زیادتی ہو گئی ہے۔ جہاں ایک طرف یہ امر افسوسناک ہے۔ وہاں اس میں خدا تعالیٰ کی مخفی تقدیر بھی کام کرتی نظر آ رہی ہے۔ یقیناً اس کی مصلحت اس بگڑے ہوئے رُخ کو سیدھا کرنے کے لئے کوئی خاص حکیمانہ طریق اختیار کرے گی۔ ذیل کے چند امور سے برطانیہ کی مذہبی حالت کا کچھ تصور ہو سکتا ہے۔

(۲)

سب سے پہلی بات اس سلسلہ میں یہ ہے کہ چرچ کو ملک کی موجودہ مذہبی حالت سے بہت تشویش پیدا ہو گئی ہے۔ ایک روز ریڈیو پر یہ خبر نشر کی گئی۔ کہ چرچ کے ذمہ دار ارکان کی رائے میں چرچ کی روحانیت کا دیوالیہ نکل گیا ہے۔ اس لئے اس صورت حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک مہم عظیم شروع کی جائیگی۔ یہ خبر اخبارات نے چرچ کی طرف سے کفار کے خلاف مذہبی جنگ" کے عنوان کے ساتھ یوں شائع کی:۔

کل چرچ اسمبلی نے تبلیغ کے بارہ میں کمیشن کی ایک رپورٹ کو منظور کیا۔ اس رپورٹ میں یہ مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ "لامذہبیت" کے خلاف ایک وسیع اشاعتی مہم جاری کی جائے۔ یہ تجویز کیا گیا کہ اشاعت و استشہاد پر دس لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کی جائے۔ ...... اس رپورٹ کو بالاتفاق منظور کیا گیا۔ حسب ذیل آراء کا اظہار اس بارہ میں ہوا ہے۔

"لوگوں کی چرچ سے لاعلمی کی نسبت چرچ کی لوگوں سے لاعلمی زیادہ ہے"۔

لارڈ ڈارلنگٹن نے کہا:۔

"بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہوں نے یسوع مسیح کا نام کبھی نہیں سنا۔ سوائے بطور الفاظ حلف کے"۔

مذکورہ بالا رپورٹ کے متعلق مانچسٹر کے بشپ نے کہا۔ انجیل کی اشاعت کے لئے دس لاکھ پونڈ کی رقم خرچ کرنا چرچ کی مقدرت سے باہر ہے۔ اگرچہ اس خرچ سے اچھے نتائج کی امید ہے۔ (ڈیلی میل ۱۵ نومبر ۱۹۴۵ء)

(۳)

فی الواقعہ یہ ہے بھی حقیقت کہ اس ملک کے چرچ بے آباد ہو رہے ہیں۔ کرسمس ان لوگوں کا سب سے بڑا مذہبی تہوار ہے۔ لیکن اس موقعہ پر بھی بہت تھوڑی تعداد لوگوں کی چرچوں میں عبادت کے لئے گئی۔ ابھی چند روز ہوئے ہم ایک چرچ میں گئے۔ وہاں صرف گیارہ افراد تھے۔ "ڈیلی میل" ۷ جنوری میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ نارلینڈ کے یارک شائر چرچ آف سینٹ لوک کے پادری نے سٹرائک کر رکھی ہے۔ اور حاضرین کی کمی تعداد پر احتجاج کرتے ہوئے اتوار کی صبح کی سروس بند ہے۔ ہاں شام کو لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ لوگ چرچوں میں نہیں جاتے تو پھر کہاں جاتے ہیں۔ یہ جاتے ہیں ناچ رنگ کی محفلوں میں اور گانے بجانے کی مجلسوں میں۔ ان امور کا صرف انہیں شوق ہی نہیں۔ بلکہ جنون ہے یہ ان چیزوں کو زندگی کی غذا سمجھتے اور اس کے بغیر انہیں زندگی موت دکھائی دیتی ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں "میوزک" کا مضمون کورس کا حصہ ہے۔ ناچ سکھانے کے سکول جگہ جگہ ہیں۔ بی۔ بی۔ سی کی ہوم سروس کے سولہ گھنٹوں کے پروگرام میں سوائے ساڑھے چار گھنٹہ کے باقی سارا وقت گانے بجانے کا پروگرام ہوتا ہے۔ اس طرح "لائٹ پروگرام" کے پندرہ گھنٹوں میں ساڑھے بارہ گھنٹے گانے بجانے پر صرف ہوتے ہیں۔ مشہور اور ماہر فن گویوں کو اعلیٰ خطابات ملتے ہیں۔ سال نو کے خطابات میں ایک فلم سٹار "مس ایڈتھ ایونز" کو ڈی۔ بی۔ ای کا خطاب ملا ہے۔ (ٹائمز یکم جنوری) یونائیٹڈ ڈچشنز آرگنائزیشن میں کام کرنے والی تین سو لڑکیوں کے زائد از وقت کام کرنے پر حکومت کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرنے کا یہ طریق اختیار کیا گیا کہ ان کے لئے ڈانس کا انتظام کیا گیا۔ یہ ہے۔ اس قوم کا جنون۔ مزید ملاحظہ فرمایئے۔

(۴)

یہاں کے اخبار "ڈیلی میل" نے تین انعامات دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ انعامات کن کو ملیں گے؟ (۱) بہترین فلم (۲) بہترین فلم ایکٹر اور (۳) بہترین فلم ایکٹرس۔ کون بہترین ہیں کا فیصلہ قارئین اخبار کی آزاد رائے پر ہوگا۔ یہ انعام کیا ہوگا؟ اس کا اندازہ اس اعلان سے ہو سکتا ہے جو اس اخبار نے اس بارہ میں کیا ہے۔ اعلان یہ ہے۔ کہ دو صد گنی (قریباً پونے تین ہزار روپیہ) کا انعام اس شخص کو دیا جائے گا۔ جو ہمیں یہ بتائے کہ مذکورہ بالا فلمی انعام کس صورت میں دیا جائے۔ گویا ابتداءً صرف اپنے خیالات کو چند الفاظ میں بیان کرنے یا چند لکیروں میں ڈیزائن کی شکل میں پیش کرنے والے کے لئے اتنی رقم خرچ کی جائے گی۔ نہ معلوم خود یہ فلمی انعام کیا ہوگا۔ بہرحال اس سے ان لوگوں کے رجحان کا کچھ پتہ لگ سکتا ہے گویا کہ زندگی کا مدعا محض اس دنیا کا عیش و عشرت ہے۔ مذہب کو روزانہ طور و طریق میں کوئی دخل نہیں۔ موجودہ عیسائیت سے ان کی بیزاری اس امر سے بھی عیاں ہے۔ کہ بہت سے لوگ اب یہ بحث کر رہے ہیں کہ یسوع مسیح کا وجود فرضی ہے یا حقیقی؟ اور جب یہ مذہب سے منہ موڑتے ہیں تو دوسری طرف ان کی توجہ صرف ناچ و گانے کی طرف ہی ہوتی ہے۔ اور ان امور کا محور مغربی عورت ہے جس کی آزادی۔ ہاں حد سے بڑھی ہوئی آزادی اس کا موجب و محرک ہے۔ الفاظ میں اس آزادی کو بیان کرنے کی طاقت نہیں۔ مختصر الفاظ میں یہ کافی ہے۔ کہ مغربی عورت اس آزادی کی رَو میں بہت ہی زیادہ دور تک بہہ چکی ہے۔

(۵)

مغربی عورت کی بے جا آزادی اس ملک کی خرابیوں کی جڑ ہے۔ اور یہاں رہنے والے اردگرد کے حالات کا مطالعہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ کہ اس قوم کی تمدنی اور مذہبی اصلاح کا انتظام صرف اسلامی تعلیم کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ جنگ کے خاتمہ پر جب خوشیاں منائی جا رہی تھیں۔ تو لنڈن کے ایک چوک میں جس طرح کھلے بندوں اس تمدن کے طریق کار کے عملی مظاہرے ہوئے۔ انہوں نے بعض لوگوں کی حیا کی رگ پھڑکائی۔ اور بعض اخبارات میں اس گند کے خلاف احتجاج کیا گیا۔ ابھی پچھلے دنوں نئے سال کی شب وہی نظارہ پیش ہوا۔ شراب کے نشہ میں مخمور لوگ مرد اور عورتیں جن میں اکثریت نوجوان طبقہ کی تھی رنگ رلیاں مناتے رہے۔ شراب کی بوتلیں جیبوں میں رکھے۔ ایک دوسرے کے گلے میں باہیں ڈالے جھومتے جھامتے پھر رہے تھے۔ اور دنیا و مافیہا سے بے خبر عیش و طرب میں مصروف۔ اس رات بعض نوجوان لڑکیوں نے اپنی پیشانیوں پر ایسے الفاظ لکھ کر لگا رکھے تھے۔ کہ جن کا ذکر مناسب نہیں یہ ہے ان لوگوں کی تہذیب۔ یہ ہے ان کا تمدن۔ اور یہ صرف ایک طبقہ ہی نہیں سب کا یہی حال ہے۔ اس کا اظہار ان کے لئے باعث فخر ہے۔ اور اسکے خلاف ہر بات انکے نزدیک نامعقول ہے۔

(۶)

جنگ کے بعد ناچ گانے کی محفلوں میں زیادہ رونق آگئی ہے۔ چرچ ہی ایک جگہ ان کے مذہبی میلان کے اظہار کی تھی۔ اور گو وہ بھی غلط راستہ تھا۔ لیکن بہرحال مذہب سے شغف کے اظہار کا طریق تھا۔ اب چرچ سے بھی انہیں دلچسپی نہیں رہی۔ یقیناً یہ بہت بڑا خسارہ ہے۔ جو اس قوم کو علاوہ دنیوی اور جسمانی تکالیف کے جنگ کی وجہ سے پہنچا ہے۔ ان حالات کے مطالعہ سے اس امر کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ احمدیت کے ذریعہ ان کے اندر انقلاب پیدا کرنے کے لئے کتنی سعی کی ضرورت ہے۔ مذہب اور ان کی موجودہ حالت بالکل متضاد باتیں ہیں۔ لیکن ہمارا ایمان ہے۔ کہ یہ انقلاب احمدیت کے ذریعہ ہی ان کے اندر پیدا ہو کر رہے گا۔ ان کی مذہب سے موجودہ بے اعتنائی شاید اس انقلاب کی طرف لے جا رہی ہو۔ کیونکہ رد عمل بھی بعض دفعہ حیرت انگیز نتائج کا موجب ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ خدا تعالیٰ احمدیت کی روحانی طاقت کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔ تا دنیا کو بتا دے۔ کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے وہ ہو کر رہتا ہے۔ آج سے کچھ عرصہ بعد جب احمدیت کے ذریعہ ان لوگوں کے افکار و عادات میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہو چکا ہوگا انشاء اللہ العزیز۔ تو لوگ ان واقعات کو یاد نہیں کریں گے تب اس قسم کے مضامین کا ایک ایک لفظ بڑی ہی حیرت کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ کہ کیا ایسے بھی لوگ پائے جاتے تھے۔ لیکن آج یہ امور حقائق ہیں اور اخبارات کے ایڈیٹر کھلے بندوں شائع کئے جاتے ہیں۔ اور تصاویر کے ذریعہ ان کی وضاحت ہوتی ہے۔ اے خدا تو اس قوم کے ذہنوں میں ایک تغیر پیدا فرما۔ تا یہ تیرے در کی طرف متوجہ ہوں۔ اور دونوں آنکھوں سے تجھے دیکھیں۔ اور ان کی دنیا کے ساتھ ان کی عاقبت بھی سدھر جائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(خاکسار ناصر احمد واقف تحریک از لندن)

۲۰ فروری کو ہر جگہ یوم مصلح موعود منایا جائے

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء بمقام ہوشیارپور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک لمبے چلّے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود فرمائی۔ اس پیشگوئی پر دشمنان احمدیت نے بہتیرا شور مچایا۔ وہ دنیا جانتی ہے۔ لیکن خدا کے منہ کی باتیں آخر پوری ہوئیں۔ ہمارے پیارے امام ہمارے پیارے آقا کو خدا نے اپنے کلام سے نوازا۔ وہ نشانات اس کے ذریعے پورے کئے۔ اور مامور کرنے سے قبل پاس جگہ افعال اور کردار سے آثار دکھائے۔ پیشگوئی حسب ذیل الفاظ میں ہے:۔

"میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنمو ایل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ اور وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا۔ اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً۔"

اس عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا زبردست نشان۔ احمدیت کی حقانیت و اسلام کی سچائی کا ایک نشان ہے۔

ایک ایک فقرہ اپنے اندر ایک نشان رکھتا ہے۔ اس ہر نشان کو واقعات کے ساتھ مسلم و غیر مسلم بھائیوں پر واضح کیا جاوے۔ ہر جماعت اپنی اپنی جگہ پبلک جلسے کرے۔ اور تقاریر کا انتظام کرے۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

حلقہ بٹالہ کے مسلم ووٹر صاحبان کی خدمت میں ہمدردانہ مشورہ

برادران! السلام علیکم۔

آپ صاحبان کو علم ہے۔ کہ جناب چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے پنجاب اسمبلی کے لئے حلقہ تحصیل بٹالہ سے بطور امیدوار کھڑے ہیں۔ سب سے پہلی بات جس کی وجہ سے جناب چودھری صاحب آپ کی ووٹ کا حق رکھتے ہیں یہ ہے کہ چودھری صاحب زمیندار ہیں۔ پنجاب میں زمینداروں کی اکثریت ہے۔ اور اس حلقہ میں بھی اکثریت ہے۔ پس برادرانہ طریق سے بھی وہ سب سے زیادہ آپ کی ووٹ کے حقدار ہیں۔

دوسری وجہ جناب چودھری صاحب کی خدمات ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ چودھری صاحب مدت سے اپنے زمیندار بھائیوں کی مشکلات میں کام آتے رہے ہیں۔ اور یہ امداد وہ بلا لحاظ احمدی و غیر احمدی کرتے رہے ہیں۔ ان خدمات کی تفصیلات بہت لمبی ہیں۔ مگر چونکہ آپ صاحبان کو اپنی اپنی جگہ ان خدمات کا علم ہے۔ اس لئے تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ خود ہی میری بات کی صداقت کو سمجھ سکتے ہیں۔ ان کا بالمقابل امیدوار ہرگز آپ کی ایسی خدمت نہیں کر سکتا۔ جو چودھری صاحب کر سکتے ہیں۔ گذشتہ تجربہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

تیسری وجہ چودھری صاحب کی قابلیت اور اہلیت ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جب آپ کچہری جاتے ہیں۔ تو یہ نہیں دیکھتے کہ وکیل ہندو ہے یا مسلمان آپ کے مدنظر محض قابلیت اور اپنے حقوق کی حفاظت ہوتی ہے۔ آپ اسی وکیل کو کھڑا کرتے ہیں۔ جو آپ کی نظر میں آپ کے حقوق کی بہترین حفاظت کر سکے۔ اسمبلی کی ممبری بھی قومی وکالت ہے۔ جناب چودھری صاحب اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں۔ بیرون ممالک کا تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ اور اس پر مزید یہ کہ حاجی بھی ہیں۔ اور غیر معمولی طور سے معاملہ فہم اور بڑے اچھے سیاستدان ہیں۔ یہ یقینی امر ہے کہ اپنی قومی ہمدردی اور ذاتی قابلیت کی وجہ سے وہ اسمبلی میں آپ کی بہترین نمائندگی اور آپ کے حقوق کی بہترین حفاظت کر سکیں گے۔

احمدی غیر احمدی کا سوال آپ کے راستہ میں حائل نہیں ہونا چاہیئے۔ سیاسیات میں فرقہ وارانہ امتیاز ایک بے معنی چیز ہے۔ اور قومی مفاد کو سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ غیر مسلم اصحاب آپ کے فرقوں کو نہیں دیکھتے[*] بلکہ صرف اسلامی نام کو وہ دیکھتے ہیں۔ اس معاملہ میں احمدیوں نے اپنے دیرینہ مخالف مولوی ظفر علی خاں صاحب کو ووٹ دیکر اپنا عملی نمونہ پیش کر دیا ہے۔ آپ کی ووٹ آپ کا ایک بہترین سیاسی حق ہے۔ اسے کسی غیر اہل کو دیکر اپنے مفاد کو نقصان نہ پہنچائیں۔ (خاکسار ضیاء الدین احمد قریشی بی۔ اے ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ قادیان)

تحریک جدید میں حصہ لینے والوں کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا

فرمایا:۔ "تحریک جدید کے چندے کے متعلق میں دوستوں کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس تحریک میں حصہ لینے والوں کے لئے وعدوں کی آخری تاریخ سات فروری ہے۔ ممکن ہے کہ الیکشن کی وجہ سے مجھے بعد میں اس میعاد میں اضافہ کرنا پڑے۔ مگر سردست سات فروری ہی تحریک جدید کے وعدوں کے لحاظ سے آخری تاریخ ہے۔ پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انہیں جلد سے جلد اپنے وعدے بھجوا دینے چاہئیں۔ اور اس بارہ میں کسی قسم کی سستی سے کام نہیں لینا چاہیئے۔" حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل میں ہر جماعت اپنے وعدے سات فروری تک اپنے امام کے حضور پیش کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مگر چونکہ ان دنوں الیکشن کے کام کا بہت زور ہے۔ اور الیکشن کا کام بھی اشد ضروری ہے۔ اس لئے ایسی جماعتوں کے لئے جن کے کارکن الیکشن کے کام میں رات دن مصروف ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد اٹھائیس فروری منظور فرما دی ہے۔ لیکن عام حالات میں باقی سب جماعتوں کے وعدوں کی فہرستیں سات فروری تک حضور کے پیش ہونا ضروری ہیں۔ پس جن جماعتوں میں الیکشن کا کام زور شور سے ہو رہا ہے۔ ان کو اٹھائیس فروری تک وعدوں کی فہرست مکمل کرنے کی اجازت ہوگی۔ ان کے سوا باقی ہر جماعت سات فروری تک مکمل کرے۔

"تحریک جدید کے دفتر اول میں بارھویں سال کا وعدہ کرنے والوں کے لئے دو باتیں قابل عمل ہیں۔ ایک یہ کہ ہر مجاہد اپنا بارھویں سال کا وعدہ گیارھویں سال سے بڑھا کر پیش کرے۔ دوسرے یہ کہ کم سے کم ایک ایسا مجاہد تیار کرے۔ جو "دفتر دوم" میں حصہ لے۔" دفتر دوم کے سال دوم" میں شمولیت کے لئے یہ آسان شرط حضور کی منظور فرمودہ[*]

[*] … ہے۔ کہ ۱) ایک ماہ کی پوری آمد یا ۲) ایک ماہ کی آمد کا تین چوتھائی۔ یا ۳) ایک ماہ کی آمد کا نصف دیکر شامل ہو سکتا ہے۔ جو لوگ اس جہاد میں شامل نہیں ہوئے۔ وہ جلد سے جلد شامل ہوں۔ (خاکسار برکت علی خاں فائنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

غیر مبائعین کے سالانہ جلسہ پر سرسری تبصرہ

قارئین کرام کو معلوم ہے کہ جس طرح ہمارا سالانہ جلسہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں دارالامان میں منعقد ہوتا ہے۔ اسی طرح غیر مبائعین اپنا سالانہ جلسہ بھی لاہور میں کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں جلسوں میں مناسبت اور مشابہت صرف انعقاد کی ہے۔ اور کسی بات میں یہ دونوں جلسے آپس میں یکسانیت نہیں رکھتے۔ غیر مبائعین کا جلسہ ہمارے جلسہ سے ایک دن پہلے شروع ہوتا۔ اور ایک دن پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ یہ تقدیم شاید اس غرض سے رکھی جاتی ہے۔ کہ جو مبائع قادیان جلسہ میں شمولیت کے لئے آئیں وہ ایک دن پہلے لاہور کا جلسہ بھی دیکھ سکیں۔ مگر گذشتہ تیس سالہ تجربہ سے غیر مبائعین کو یہ یقین ہو گیا ہوگا۔ کہ کوئی مبائع ان کے جلسہ کو قابل اعتناء نہیں سمجھتا۔ اور نہ اس کی طرف توجہ کرتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ۳ جنوری کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔ "ہمارا جلسہ سالانہ جو ابھی گزرا ہے۔ یہ فی الحقیقت ایک ایسی ہی آواز ہے جس کی بنیاد آج سے ۵۵ سال پیشتر اس زمانہ کے امام نے رکھی"

(پیغام صلح ۱۰ جنوری ۱۹۴۷ء)

اگر یہ درست ہے تو غیر مبائعین کا گذشتہ جلسہ ۵۴ واں جلسہ ہونا چاہیئے۔ مگر "پیغام صلح" مورخہ ۱۹ دسمبر میں اس کا جو پروگرام شائع ہوا ہے۔ اس میں اسے "بتیسواں سالانہ جلسہ" قرار دیا گیا ہے۔ اور "پیغام صلح" ۴ جنوری میں اس کی روئداد شائع کرتے ہوئے بھی اسے "بتیسواں جلسہ سالانہ" ہی لکھا ہے۔ جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ اس جلسہ سے اس جلسہ کا کوئی تعلق نہیں۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ۵۵ سال پیشتر رکھی تھی۔

جناب مولوی صاحب کی یہ بات اس لحاظ سے بھی ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی جلسہ کی بنیاد لاہور میں نہیں رکھی۔ لاہور میں جلسہ کی بنیاد جناب مولوی صاحب نے خود رکھی۔ اور اس جلسہ کے بالمقابل رکھی۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں رکھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ لاہور کے جلسہ کو وہ خود بھی "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا بتیسواں سالانہ جلسہ" کہتے ہیں۔ اور حق بھی یہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کی بنیاد قادیان میں رکھی تھی۔ اور ساری دنیا جانتی ہے۔ کہ یہ جلسہ آج تک اسی نہج پر ہو رہا ہے جس پر حضرت اقدس کے زمانہ میں ہوتا تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ قادیان کا گذشتہ سالانہ جلسہ جو دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوا اس کا پروگرام شائع کرتے ہوئے۔ اور لوگوں کو اس میں شمولیت کی دعوت دیتے ہوئے ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے اسے جماعت احمدیہ کا ۵۴ واں سالانہ جلسہ قرار دیا۔ پس قادیان کا جلسہ ہی وہ جلسہ ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ۵۵ سال پیشتر رکھی تھی۔ لاہور کا جلسہ نہ واقعہ کے اعتبار سے وہ جلسہ ہے۔ جس کی بنیاد حضور نے رکھی اور نہ اس کے منتظمین دل سے اس کا تعلق اس جلسہ کے ساتھ سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اسے اسی سلسلہ کی ایک کڑی سمجھتے تو وہ اسے بتیسواں سالانہ جلسہ نہ کہتے۔ بلکہ ۵۴ واں سالانہ جلسہ کہتے۔ اب تو وہی جلسہ حضرت مسیح موعودؑ کا قائم کردہ جلسہ کہلانے کا مستحق ہے جس کے منتظمین اسے ۵۴ واں سالانہ جلسہ کہتے ہیں۔

ہم نے غیر مبائعین کے جلسہ کی روئداد کا جو اس وقت تک شائع ہو چکی ہے بڑے شوق سے مطالعہ کیا۔ تو اس میں بڑی دلچسپ باتیں نظر آئیں۔ "پیغام صلح" ۴ جنوری کے صفحہ اول پر "الحمد للہ رب العلمین۔ سجدۂ شکر۔ ہمارا کامیاب سالانہ اجتماع" تین سطری جلی عنوان قائم کر کے اس کے ذیل میں ہر سطر کے بعد جلسہ کی کامیابی "بہت ہی" "کامیابی" "ہر لحاظ سے" کامیابی "غیر معمولی کامیابی" اور "نہایت ہی" بارونقی کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ خصوصیت سے اس مرتبہ مہمان "بڑی کثرت سے" اور "اندازہ سے بڑھ کر تشریف لائے" جن کے لئے جلسہ گاہ تنگ ہو گئی۔ جلسہ کی غیر معمولی کامیابی بارونقی اور مہمانوں کی کثرت کا یہ ذکر پڑھ کر ہماری مشتاق اور متجسس نگاہیں یہ تلاش کرنے لگیں۔ کہ آخر مہمانوں اور سامعین کی وہ کتنی تعداد تھی جسے بار بار اس طرح دوہرایا گیا ہے۔ مگر ہمیں شروع سے آخر تک کسی جگہ بھی اصل تعداد کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔ نہ ۴ جنوری کے پرچہ میں اور ۱۰ جنوری کے پرچہ میں۔ جب کثرت تعداد مہمانان کو اتنی اہمیت دی گئی ہے۔ کہ اسے اس الہی علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ کہ "جماعت احمدیہ لاہور ترقی پذیر ہے" تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس کثرت تعداد کی اصلیت سے پردہ کیوں نہ اٹھایا گیا۔ آخر اس میں کیا مصلحت ہے۔ کہ مبہم الفاظ میں مہمانوں اور سامعین جلسہ کی تعداد کی کثرت پر تو اتنا زور دیا گیا۔ مگر اصل تعداد کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا کہ مقالہ نگار کو اصل تعداد بتانے سے ہچکچاہٹ اور شرم آ رہی ہے۔ اگر وہ صحیح اور معین تعداد لکھ دیتے تو انہیں ڈر تھا کہ مہمانوں کی "بڑی" اور "اندازہ سے بڑھ کر" کثرت اور جلسہ کی غیر معمولی کامیابی کا سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ کیونکہ انہیں نظر آتا تھا۔ کہ اتنی تعداد تو لاہور جیسے بڑے شہر میں معمولی اجتماعات" اور جلسوں میں بھی ہو جاتی ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے جلسہ کے حاضرین کی تعداد کو ابہام کے پردہ میں چھپائے رکھنا ہی مناسب سمجھا۔ مگر وہ اسے کہاں تک پردہ میں رکھ سکتے تھے۔ آخر اصلیت کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو کر ہی رہتی ہے۔ چنانچہ اسی اخبار کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ "جلسہ گاہ مرکزی مسجد کے صحن میں بنائی گئی تھی" ان الفاظ نے تو وہ سارا اثر زائل کر دیا جو صفحہ اول پر مہمانوں کی کثرت اور جلسہ کی غیر معمولی کامیابی اور بارونقی کا پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور دماغ نے اندازہ لگا لیا۔ کہ اس کثرت کا طول و عرض کیا ہے۔ جس کا اتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے۔

آگے چل کر لکھا ہے "مردوں کی جلسہ گاہ اس دفعہ مہمانوں کی کثرت کے لحاظ سے بہت ناکافی ثابت ہوئی۔ امید ہے کارپردازان جلسہ آئندہ سال کسی وسیع جلسہ گاہ کا انتظام فرمائیں گے"

یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ جلسہ گاہ کہاں تھی۔ مقالہ نگار نے مہمانوں کی اندازہ سے بڑھ کر کثرت کو اس کی تنگی اور اس کے ناکافی ہونے کی وجہ بتایا ہے۔ مگر انہیں کے الفاظ سے اس کی اصل وجہ کچھ اور ہی ظاہر ہوتی ہے چنانچہ لکھتے ہیں "جلسہ گاہ میں فرش اور کرسیوں دونوں قسم کی نشست کا انتظام تھا" دو سال تو جلسہ گاہ ایک چھوٹی سی مسجد کا صحن تھی۔ جس میں بمشکل پانچ چھ سو آدمی سما سکتے ہیں۔ پھر اس میں کرسیاں بچھا دی گئیں۔ اس حالت میں جلسہ گاہ ناکافی اور تنگ نہ ہوتی تو اور کیا ہوتا۔ "آئندہ سال کسی وسیع جگہ جلسہ گاہ کا انتظام" کرنے کی تحریک کی بجائے اگر یہ تجویز کی جاتی۔ کہ آئندہ سال کرسیوں کا انتظام موقوف کر دیا جائے تو نہ کسی "وسیع جلسہ گاہ" کی تلاش کی ضرورت رہ جاتی تھی اور نہ اس کے لئے زائد اخراجات کا زیر بار ہونا پڑتا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا واقعی مہمانوں کی کثرت اسقدر رہی ہے۔ کہ آئندہ سال انتظام میں کسی ترمیم یا تبدیلی کی ضرورت ہے یا یہ محض پروپیگنڈا ہی ہے۔

ہمارا جلسہ سالانہ بھی ابتداء خلافت ثانیہ میں مسجد نور کے صحن میں ہوا کرتا تھا۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد اس جگہ کی تنگی کا احساس ہونے لگا۔ اور اس کے بعد سے آج تک اس کھلے میدان میں جلسہ منعقد ہوتا ہے جو تعلیم الاسلام کالج کی اس عمارت کے سامنے واقع ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ۱۹۱۴ء میں ایک مقتدر غیر مبائع نے کہا تھا۔ کہ اچھا ہم تو یہاں سے جاتے ہیں مگر تھوڑے دنوں کے بعد اس پر عیسائیوں کا قبضہ ہوگا۔ اب عین اسی جگہ فرزندان احمدیت کا بے نظیر سالانہ اجتماع ہوتا ہے جو ہر سال دسمبر کے آخری ہفتہ میں اس بڑے بول کی عملی تردید کرتا ہے۔

غالباً اسی نقل میں اب غیر مبائع دوستوں کو بھی یہ خیال آیا ہے۔ کہ مسجد کے علاوہ کسی دوسری وسیع جگہ میں جلسہ منعقد کریں۔ اس سے اور نہیں تو کم از کم اتنا فائدہ تو ہوگا کہ جو لوگ جلسہ میں شرکت نہ کریں گے۔ وہ مہمانوں کی "بڑی کثرت" اور "جلسہ کی غیر معمولی کامیابی" وغیرہ فقرات سے

متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگیں گے کہ واقعی "جماعت احمدیہ لاہور ترقی پذیر ہے" جو اب اپنی مسجد کے صحن میں بھی سما نہیں سکتی۔ اس لئے اسے مجبوراً ایک اور جلسہ گاہ کا انتظام کرنا پڑا ہے۔

"پیغام صلح" نے اپنی اس کثرت کو جس کی حقیقت بتانے سے اس نے گریز کیا ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور کی ترقی پذیری کی علامت قرار دیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کثرت اور ترقی پذیری واقعی غیر مبایعین کے نزدیک باعث فخر ہے؟ اگر ہے تو جناب مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ قادیان کے مقابلہ میں یہ کیوں فرماتے رہے ہیں کہ کثرت اور ترقی پذیری کوئی چیز نہیں۔ ہم نے کبھی محض کثرت کو دلیل صداقت نہیں ٹھہرایا۔ اور نہ اب ٹھہراتے ہیں۔ ہم جو کچھ کہتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ کسی مامور کی جماعت اس کی وفات کے بعد جب دو گروہوں میں منقسم ہو جائے تو یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ مامور کی تربیت یافتہ جماعت کی اکثریت اور اس کا سواد اعظم غلط راہ پر ہو۔ اور اقلیت اور چند افراد صحیح راہ پر ہوں۔ کیونکہ اس سے اس مامور کی تربیت اور قوت قدسیہ و تزکیہ پر حرف آتا ہے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب ہمیشہ اس اصول کی تکذیب کرتے رہے ہیں۔ مگر اب "پیغام صلح" نے کثرت اور ترقی پذیری کو موجب فخر قرار دیا ہے۔ کیا ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے دوستوں کا نقطۂ نگاہ بدل گیا ہے؟ اگر بدل گیا ہے تو انہیں سوچنا چاہیئے۔ کہ ان کی کثرت اور ترقی پذیری کو جماعت احمدیہ قادیان کی کثرت اور ترقی پذیری سے کیا نسبت ہے؟ جماعت احمدیہ قادیان کے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی سالانہ زیادتی ہی کو اگر دیکھا جائے تو یقیناً یہ جماعت لاہور کے سالانہ جلسہ کے سارے مہمانوں کی تعداد کے برابر ہو گی۔ یہ مقام ان کے لئے ٹھہر کر غور کرنے اور سوچنے کا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب نے ابتداء اختلاف میں فرمایا تھا۔ کہ ابھی تو صرف پانچ فیصدی جماعت نے "میاں صاحب" کی بیعت کی ہے۔ مگر اب وہ اپنے منہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جماعت کا ۹۸ فیصدی حصہ میاں صاحب سنبھالے بیٹھے ہیں (پیغام صلح ۱۷ اگست ۱۹۴۴ء) دونوں زمانوں کے فرق کا اندازہ لگائیے۔ اور پھر سوچئے کہ ترقی پذیر جماعت کونسی ہے؟ جماعت قادیان یا جماعت لاہور؟

خاکسار علی محمد اجمیری

توسیع تعلیم کی تحریک اور احمدی جماعتیں

تحریک توسیع تعلیم کے سلسلہ میں جماعتوں کی طرف سے جو اعداد و شمار کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ ان کی رفتار تسلی بخش نہیں ہے اس وقت تک صرف ۹۲ جماعتوں کی طرف سے اس قسم کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ حالانکہ اس تحریک پر قریباً تین ماہ کا عرصہ گزر رہا ہے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اس بارہ میں توجہ فرمائیں۔ خصوصاً سیکرٹریان تعلیم و تربیت کا اولین فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی جماعت کے پانچ سال سے بیس سال تک کے جملہ افراد کی فہرست مطابق ہدایات مرتب کر کے فوراً نظارت ہذا میں بھجوائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے باوجود علالت طبع کے جو مختصر سی تقریر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فرمائی اس میں بھی اس ضروری امر کے متعلق خاص طور پر توجہ دلائی تھی۔ حضور کی تقریر ابھی صاف نہیں ہوئی۔ لیکن جہاں تک نوٹ کیا جا سکا ہے۔ حضور کے الفاظ مندرجہ ذیل یا اس کے قریب قریب تھے:۔

"چونکہ دینوی تعلیم نہایت اہم چیز ہے اس لئے ہر جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے افراد کا جائزہ لے۔ اور کوشش کرے۔ کہ جماعت کا کوئی لڑکا ایسا نہ ہو جو کم از کم پرائمری پاس نہ ہو۔ پھر جو لڑکے پرائمری پاس ہیں ان کے متعلق کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ مڈل تک تعلیم حاصل کریں جن کی تعلیم مڈل تک ہے اُن کے متعلق کوشش کریں کہ وہ انٹرنس پاس کریں۔ اور جو لڑکے انٹرنس پاس ہیں۔ ان کے متعلق کوشش کریں کہ وہ کالج میں داخل ہوں۔ اور ایف۔ اے یا بی۔ اے پاس کریں۔ غرض تعلیم کو ترقی دینا ہماری جماعت کا اہم ترین فرض ہے...... اس طرح ایک طرف نوجوانوں میں مضبوطی پیدا ہو گی۔ اور دوسری طرف جماعت کی طاقت اور اس کی قوت میں بھی اضافہ ہو گا۔ پس میں جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ فوراً اس قسم کے نقشے پر کر کے نظارت تعلیم و تربیت میں بھجوائیں۔ کہ ہر جماعت میں پانچ سے بیس سال تک کی عمر کے کتنے لڑکے ہیں۔ ان میں سے کتنے پڑھتے ہیں اور کتنے نہیں پڑھتے۔ اور جو پڑھتے ہیں۔ وہ کون کونسی جماعت میں پڑھتے ہیں۔ پھر جو نہیں پڑھتے ان کے والدین کو تحریک کی جائے کہ وہ انہیں تعلیم دلوائیں۔ اور کوشش کی جائے۔ کہ زیادہ سے زیادہ لڑکے ہائی سکولوں میں تعلیم حاصل کریں۔ اور ہائی سکولوں میں سے پاس ہونے والے لڑکوں میں سے جن کے والدین صاحب استطاعت ہوں۔ ان کو تحریک کی جائے کہ وہ انہیں یہاں کالج میں پڑھنے کے لئے بھیجیں۔ تاکہ ہماری جماعت دینوی تعلیم کے لحاظ سے بھی دوسروں پر فوقیت رکھنے والی ہو۔"

عبدالرحیم درد ناظر تعلیم و تربیت

نئے احمدی مجاہدین کا جماعت احمدیہ لنڈن کی طرف سے مخلصانہ خیر مقدم

ہندوستانی اور انگریز احمدیوں کا برادرانہ اجتماع

لنڈن ۲۲ جنوری مکرم جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس امام مسجد احمدیہ لنڈن بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ جناب سید سفیر الدین بشیر احمد صاحب اور ۹ نئے مبلغین کی خدمت میں جماعت احمدیہ لنڈن نے خیر مقدم کا ایڈریس پیش کیا جس میں بعض ہندوستانی اور یورپین احمدیوں نے اپنے جذبات کا مخلصانہ اظہار کیا۔ جواب میں چار شخصوں کے نمائندہ مبلغین نے نہایت موزوں تقاریر کیں۔ ہندوستانی اور انگریز احمدی احباب کے علاوہ بہت سے غیر احمدی و غیر مسلم اصحاب بھی شریک تھے اور سب کی چائے سے تواضع کی گئی۔

"مانچسٹر گارڈین" نے وہ گفتگو شائع کی ہے جو لورپول میں اس کے نمائندہ اور ہمارے مبلغین میں ہوئی تھی۔ اور ہفتہ وار "ٹائمز" کے نمائندہ نے بھی ہمارے مبلغین سے بہت دیر تک گفتگو کی +

درخواست دعاء

مکرم جناب ملک غلام محمد صاحب پروپرائٹر فلور ملز قصور بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

اعلان نکاح

میرے لڑکے حوالدار کلرک بشیر الدین احمد صاحب کا نکاح زبیدہ بیگم بنت ٹھیکیدار صدرالدین صاحب کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ مہر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے مسجد مبارک میں بعد نماز عصر مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۴۶ء کو پڑھا۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ یہ نکاح اللہ تعالیٰ طرفین کیلئے مبارک کرے۔ آمین (لیفٹننٹ وہاب الدین)

ایک عظیم الشان صداقت

دنیا میں ایسا کوئی ملک نہیں جس کا کوئی حاکم نہ ہو۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ مختلف خیالات کی رعایا بغیر کسی رہنما کے ریاست کا کام کامیابی سے چلا سکے۔ اسی طرح دنیا میں ایسا کوئی لشکر نہیں جس کا کوئی کمانڈر نہ ہو۔ کیونکہ یہ بھی ممکن نہیں کہ کوئی فوج بغیر کسی فوجی افسر کے میدان جنگ میں کامیاب ہو سکے اسی طرح دنیا میں ایسا کوئی مدرسہ نہیں جس کا کوئی مدرس نہ ہو۔ کیونکہ یہ بھی ممکن نہیں کہ طلباء اپنے پاس تعلیمی کتب رکھتے ہوئے پھر بھی بغیر کسی مدرس کے صحیح تعلیم حاصل کر سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ کروڑہا مسلمان جو اپنے پاس دینی کتب رکھتے ہوئے پھر بھی مختلف بدعتی فرقوں میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ وہ بغیر کسی ربانی مصلح کی صحیح رہنمائی کے ما انا علیہ واصحابی کی جنتی جماعت میں شامل ہو سکیں۔ اسلئے اس عالم الغیب ہستی نے تیرہ سو سال پیشتر اپنے عظیم الشان رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا مصلح مبعوث فرمائیگا۔ جو ان کیلئے ان کا دین تازہ کریگا۔ اسکے مطابق ہر صدی کے ابتداء میں ایسے ربانی مصلح کا ظہور ہوتا رہا جسکے ذریعہ ما انا علیہ واصحابی کی جنتی جماعت قائم ہوتی رہی۔ یہ ایسی عظیم الشان صداقت ہے کہ اسکا ماننا خدا تعالیٰ نے ہر مومن مرد و عورت پر فرض کر دیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ یعنی اے مومنو! خدا کا خوف کرو اور صداقت ماننے والی جماعت میں شامل ہو جاؤ۔ اس الٰہی فرمان کی تعمیل پر جنکے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف ہے وہ یہ عظیم الشان صداقت بسر و چشم قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر جنکے دل میں خدا کا خوف نہیں۔ وہ نہ صرف نہیں مانتے بلکہ وہ اسکی سخت مخالفت اور تکذیب کرتے چلے جا رہے ہیں جس کا نتیجہ وہ قبر میں دفن ہوتے ہی دیکھیں گے۔ فقط۔

عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

خدام احمدیت

نوجوانانِ احمدیت کو اسلامی معیارِ تربیت پر قائم رکھنے کے لئے

واقفانِ زندگی کی ضرورت

کچھ عرصہ سے مرکزی کارکنان اس بات کی اشد ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ کہ جب تک بعض مستعد محنتی جفاکش مخلص اور بے نفس خدمت گزارانِ احمدیت اپنی زندگیاں خدام الاحمدیہ ایسی اہم تحریک کیلئے وقف نہ کرینگے۔ اس کام کو کما حقہ اور اعلیٰ پیمانہ پر نہیں چلایا جا سکتا۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں یہ درخواست کی گئی۔ کہ حضور واقفین تحریک جدید میں سے جن نوجوانوں کو تحریک جدید کے کسی کام پر ابھی نہیں لگانا چاہتے۔ ان میں سے بعض کو حسب ضرورت خدام الاحمدیہ کے لئے عنایت فرما دیں۔ اس پر حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ ابھی تک تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ تحریک کے لئے کس قدر واقفین کی ضرورت ہے۔ اور کس کام پر لگایا جائیگا اور کسے کام کیلئے نہیں لیا جائیگا۔ اسوقت تک اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی اس حد تک تربیت ہو جانی چاہیئے تھی۔ کہ اپنی تحریک کیلئے وہ زندگی وقف کرتے۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس خواہش کے مطابق میں نے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتے ہوئے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نوجوانانِ احمدیت کے سامنے خدام الاحمدیہ کا یہ مطالبہ رکھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسوقت تک سات نوجوان خدام الاحمدیہ کیلئے اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ان میں سے ہر ایک کو کام پر نہیں لگایا جا سکتا۔ اسلئے ہمیں مزید واقفین کی اور ذیل کے مختلف کاموں کیلئے مختلف قابلیتیں رکھنے والے نوجوانوں کی ضرورت ہے دفتر مرکزیہ میں کام کرنے کے لئے مستعد اور مخلص واقف کلرک چاہئیں۔ ارادہ ہے کہ میرا مہتمم کا نائب واقفین میں سے لگایا جائے۔ تا ہر شعبہ کو ایک مستقل اور چوبیس گھنٹہ کام کرنیوالا کارکن مل سکے۔ اسی طرح ایسے واقفین کی ضرورت ہے۔ جو تحریر و تقریر کا ملکہ رکھتے ہوں۔ تربیت کے کام کی اہلیت رکھتے ہوں۔ اور قیادت کے اوصاف ان میں پائے جاتے ہوں۔ تا ان سے مختلف مجالس کا دورہ کروایا جا سکے۔ اور مجالس کا اپنے مرکز سے تعلق مضبوط کیا جا سکے۔ نیز مجالس بیرون کی نگرانی احسن طریق پر کی جا سکے۔ مگر ہمیں اسوقت تک ان تمام کاموں کیلئے مناسب تعداد میں موزوں نوجوان نہیں مل سکے۔

میں اپنے نوجوان بھائیوں سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ خدام الاحمدیہ کی تحریک کی اہمیت کو سمجھیں اور اس نہایت اہم کام کو کامیاب بنانے کے لئے اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی زندگیاں وقف کریں۔ ہمیں یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیئے۔ کہ نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ خدا تعالےٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنا اللہ تعالےٰ کو اس قدر محبوب ہے۔ کہ اس سے زیادہ اور کوئی شئے محبوب نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"سچا اسلام یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے۔ تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ اس للہی وقف کی طرف ایما کر کے فرماتا ہے۔ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن فلہ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ اس جگہ اسلم وجھہ للہ کے معنی یہی ہیں کہ نیک نیتی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانہ الوہیت پر گرے۔ اور اپنی جان مال آبرو غرض جو کچھ اس کے پاس ہے۔ خدا ہی کے لئے وقف کرے۔ اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنا وے۔" (ملفوظات)

بس آؤ ہم خدا کے لئے اپنی زندگی وقف کریں۔ اور حیات طیبہ کے وارث ہوں۔ و باللہ التوفیق۔

خاکسار مرزا ناصر احمد صدر مجلس خدام الاحمدیہ

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

طہران ۲۱ جنوری۔ آج ایران کے وزیراعظم ابراہیم الحکیمی نے شاہ ایران کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا۔

کراچی ۲۰ جنوری۔ حکومت حبشہ کا تجارتی وفد آج ادیس بابا سے کراچی پہنچا ہے۔ یہ وفد ہندوستان میں تین ماہ تک قیام کرے گا

بمبئی ۲۱ جنوری۔ حکومت ہند کے کامرس ممبر سر عزیز الحق کو آل انڈیا لائبریری کانفرنس کے ساتویں اجلاس کا صدر چنا گیا ہے۔ یہ کانفرنس ۲۶ سے ۲۸ جنوری تک منعقد ہو رہی ہے۔

لنڈن ۲۱ جنوری۔ اتحادی اقوام کی اسمبلی میں ایک ترک نے بیان کیا۔ کہ حکومت ترکی کی خارجی پالیسی یہ ہے۔ کہ روس کی طرف سے ترکی علاقہ کا جو غیر سرکاری طور سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ اس کی مخالفت جاری رکھی جائیگی۔ لیکن اس تصفیہ کو اتحادی اقوام کی اسمبلی میں پیش نہیں کیا جائیگا۔ ترکی پریس ڈیپارٹمنٹ کے ڈائرکٹر نے اسمبلی میں کہا۔ کہ جارجیا کے پروفیسروں نے ترکی کے ۱۲½ ہزار مربع میل علاقہ (جو روسی آرمینیا کے متصل ہے) کا جو مطالبہ کیا ہے۔ اگر روسی حکومت نے اس کی حمایت کی۔ تو ترکی اسکی مخالفت کرے گا۔

اسکندریہ ۲۱ جنوری۔ سلطان ابن سعود کی خدمت میں شمالی افریقہ (الجزائر) کی نیشنل لبریشن کمیٹی کا ایک وفد حاضر ہوا۔ اور درخواست کی کہ ہمیں فرانس کی محکومی سے آزادی حاصل کرنے میں مدد دیجئے۔ وفد کی درخواست پر سلطان نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا اعلان نہیں کیا گیا۔

لاہور ۲۱ جنوری۔ انجمن حمایت اسلام اور اس کے ملازمین میں ایک سال سے ایزادی تنخواہ اور مہنگائی بھتہ کے معاملہ میں جھگڑا چلا آرہا ہے۔ انجمن معاملے کو ملتوی کرتی چلی آرہی ہے۔ آخر ملازمین نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر انجمن ان کے مندرجہ بالا مطالبات کو منظور نہ کرے گی۔ تو ۲۶ جنوری سے ہڑتال پر چلے جائیں گے۔

برلن ۲۱ جنوری۔ سفید روس کے ان باشندوں نے جو ہٹلر کی حمایت میں روس کے خلاف لڑے۔ آپس میں یہ عہد کر رکھا تھا۔ کہ مر جائینگے۔ مگر سوویٹ یونین کے علاقے میں واپس نہیں جائینگے۔ انہوں نے ڈاچاؤ میں قیدیوں کے کیمپ کے اندر خودکشی کے اقدامات کئے۔ مگر امریکن سپاہیوں کی فوری مداخلت نے انہیں کامیاب نہ ہونے دیا۔ ان میں اکیس نے خود کو گھائل کر لیا تھا۔ انہیں ہسپتال پہنچا دیا گیا۔

نئی دہلی ۲۱ جنوری۔ مرکزی اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی نے مسٹر محمد علی جناح کے زیر ہدایت ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جو ان سرکاری ملازموں کے حقوق و مفاد کے تحفظ کی خاطر سرگرم عمل رہے گی۔ جو حکومت ہند کے ماتحت ہیں۔

ویٹی کن سٹی۔ ۲۰ جنوری۔ پوپ پائس دوازدہم نے ایک عام اعلان جاری کیا ہے۔ جس میں روس کے خلاف یہ الزام عائد کیا گیا ہے۔ کہ ارتھینیا کے علاقے میں جو روس کے قبضہ میں ہے۔ کیتھولک مسیحیوں کو مذہبی آزادی دینے سے انکار کر دیا ہے۔

ایتھنز ۲۱ جنوری۔ ایتھنز ریڈیو نے آج اعلان کیا۔ کہ جنوبی فیلی پونیز کے علاقہ کالماٹے میں مارشل لا کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

بمبئی ۲۱ جنوری۔ بڑے نوٹوں کے آرڈیننس کو ناجائز ٹھیرانے کے لئے مقدمہ بمبئی ہائیکورٹ میں دائر کیا گیا ہے۔

کلکتہ ۲۰ جنوری۔ پرسوں ریزرو بنک آف انڈیا (کلکتہ) میں بڑے نوٹوں کی سب سے زیادہ تعداد ایک ایسے شخص نے پیش کی۔ جو حکومت برطانیہ کا عہدہ دار تھا۔ یہ نوٹ چھ لاکھ تین ہزار روپیہ کی مالیت کے تھے۔ اس نے ڈیکلریشن فارم میں ان نوٹوں کو جمع رکھنے کی وجہ یہ بیان کی۔ کہ یہ ایک سرکاری راز ہے۔ جسے عوام پر ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔

لاہور ۲۱ جنوری۔ آزاد ہند فوج کے صوبیدار شنگھارا سنگھ اور کپتان فتح خاں کی طرف سے لاہور ہائیکورٹ میں ہیبس کارپس کی درخواست پیش ہوئی۔ اس کی سماعت ۲۸ جنوری کو جسٹس سر عبد الرحمٰن جسٹس مہاجن اور جسٹس مارٹن پر مشتمل فل بنچ کے سامنے ہوگی۔

جعفرسن۔ امریکہ ۲۰ جنوری۔ رئیس ٹرومین نے ۱۹۴۶ء کے لئے موٹر کا لائیسنس حاصل کرنے کی درخواست حکام متعلقہ کے پیش کر دی ہے۔ آپ نے اپنا پیشہ کاشتکاری لکھایا ہے۔

حیدر آباد ۲۲ جنوری۔ برطانوی پارلیمانی وفد کو آج حضور نظام حیدر آباد دکن نے دعوت پر بلایا۔ اور ریاست کے حالات پر گفتگو کی۔ آج وفد مدراس روانہ ہو گیا ہے۔ پارلیمانی وفد کا دوسرا گروپ دیوان صاحب میسور سے رخصت ہو کر کوچین روانہ ہو گیا ہے۔

چنکنگ ۲۲ جنوری۔ شمالی چین میں ابھی تک سنٹرل گورنمنٹ اور کمیونسٹوں کے درمیان کہیں کہیں جھڑپیں ہو رہی ہیں نمائندہ صلح کمشن نے آج اس علاقہ پر پرواز کر کے اس مضمون کے اشتہارات پھینکے۔ کہ لڑنے والی فوجیں اپنی جگہ سے بیس بیس میل پیچھے ہٹ جائیں۔

لنڈن ۲۲ جنوری۔ امید ہے۔ کہ سیکیورٹی کونسل میں انڈونیشیا کے قضیہ کو زیر بحث لایا جائے گا۔

طہران ۲۲ جنوری۔ ابراہیم حکیمی کے مستعفی ہو جانے پر آج نئی کیبنٹ بنانے کے لئے ایرانی حکومت کا خفیہ اجلاس ہو رہا ہے۔

نئی دہلی ۲۲ جنوری۔ آج سنٹرل لیجسلیٹو اسمبلی کا اجلاس ہوا۔ جس میں ریلوے بورڈ اور ریلوے فیڈریشن کے مابین جو نزاع جاری ہے۔ اس پر بحث ہوئی۔ اکالی ممبر سردار منگل سنگھ نے یہ تحریک پیش کی۔ کہ حکومت ہند فیڈریشن اور بورڈ میں تصفیہ کرانے کے لئے ایک ثالث مقرر کرے۔ اس کے جواب میں فیڈریشن کے نمائندہ نے کہا۔ کہ ہم اس قسم کے طریق فیصلہ کے مخالف ہیں۔ اور فیڈریشن اس فیصلہ کے خلاف ہے۔ کہ جنگی خدمات کرنے والوں کو اب نکال دیا جائے۔ ایک مسلم لیگی ممبر نے کہا۔ ریلوے میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اب موقعہ ہے۔ کہ حکومت اس طرف توجہ کرے۔ اور نئی اسامیوں میں سے مسلمانوں کو زیادہ دے کر کمی کو پوری کرے۔ ڈاکٹر امبید کار لیبر ممبر نے کہا۔ کہ ابھی ثالث مقرر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب دونوں پارٹیوں میں صلح کی کوئی صورت نہ رہے۔ سر ایڈورڈ بنتھال نے کہا کہ حکومت ساٹھ ستر فی صدی نوکریاں فوج سے فارغ ہونے والوں کو دے گی۔ اس کے علاوہ اس کی یہ کوشش ہوگی۔ کہ فالتو آدمیوں کے لئے بھی ملازمتیں مہیا کرے۔ حکومت ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ کہ زیادہ سے زیادہ ملازمتیں مہیا کرے۔

پیرس ۲۲ جنوری۔ جنرل ڈیگال کے مستعفی ہو جانے کے بعد نمائندہ اسمبلی نے قائم مقام کے انتخاب کے لئے کئی جلسے کئے۔ مگر ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔

لاہور ۲۱ جنوری۔ گورنر پنجاب کی طرف سے سرکاری گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ڈرگ کنٹرول آرڈر کی دفعہ ۱۳ کے ماتحت تمام سول سپلائی افسروں۔ انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں اور آبکاری کے تمام سب انسپکٹروں اور انسپکٹروں کو اختیارات دیئے گئے ہیں۔ کہ خلاف ورزی کی صورت میں وہ دکانوں اور مکانوں میں داخل ہو کر تلاشی لے سکتے ہیں۔ مال پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ اور حساب کتاب کی پڑتال کر سکتے ہیں۔ اور بوقت ضرورت حساب کتاب پر قبضہ بھی کر سکتے ہیں۔

لاہور ۲۱ جنوری۔ سرکاری گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ملک معظم نے شیخ فضل الرحمان مرحوم سب انسپکٹر تھانہ برکی کو انڈین پولیس میڈل عطا کیا ہے۔ جو اس محکمہ کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

لنڈن ۲۱ جنوری۔ ماسکو کے اخبار "نیو ٹائمز" نے "جنگ کے بعد کا ہندوستان" کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھا ہے: یہ عجیب ستم ظریفی ہے۔ کہ ہندوستان جو اتحادی اقوام کی انجمن کا ممبر ہے خود مساوات اور خود اختیاری کے حقوق سے محروم ہے۔ ہندوستان کو امن کانفرنس میں شرکت کے لئے بلایا گیا ہے۔ لیکن اس ملک میں قومی حکومت قائم نہیں۔ ہندوستان میں کوئی وزارت خارجہ نہیں۔ خارجہ معاملات کا انتظام برطانوی افسر کرتے ہیں۔

بروسلز ۲۱ جنوری۔ کل حکومت بلجیم نے شاہ لیوپولڈ کی یہ درخواست رد کر دی۔ کہ تخت ایران کی واپسی کے مسئلہ کو نئے انتخابات کے بعد استصواب رائے عامہ پر چھوڑ دیا جائے۔

بیت المقدس ۲۱ جنوری۔ گذشتہ رات بیت المقدس میں سخت فسادات کے شعلے بھڑک اٹھے۔ توپوں اور بندوقوں کا آزادانہ استعمال کیا گیا۔ تین آدمی مارے گئے۔ اور تین زخمی ہوئے۔ نقصان جان دونوں طرف سے ہوا۔ فلسطین ریڈیو کی عمارت پر حملہ کر کے اسے ناکارہ بنا دیا گیا۔

نیویارک ۲۱ جنوری۔ فولادی کارخانوں میں کام کرنے والے ساڑھے سات لاکھ مزدوروں کے ہڑتال کرنے کے فیصلہ کے سلسلہ میں ہفتہ کی شب کو پچیس ہزار مزدور بیکار ہو چکے تھے۔ اور تیس امریکی ریاستوں میں ۱۲۹۲ فولادی کارخانوں میں کام بند ہونے کی خبریں موصول ہوئی تھیں۔ مگر مزدوروں کی یونین کے نمائندوں کی اجرتوں میں اضافہ کے بارہ میں درخواست کو منظور کر لیا گیا ہے۔